مولانا عزیز الرحمٰن خورشید

امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ۲۱ راگست ۱۹۶۱ء میں اس دنیا سے رخصت ہوئے انہیں ہم سے جدا ہوئے ۵۳ برس بیت گئے لیکن وہ اپنی دینی، ملّی و قومی خدمات کی وجہ سے آج بھی زندہ ہیں۔

امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری جنھیں ان کے عقیدت مند شاہ جی کہتے تھے خطابت اوران میں گل وبلبل کا رشتہ تھا۔ان دونوں میں روح اور جسم کا تعلق تھا، زمانے نے گزشتہ چار دہائیوں میں اتنا بڑا خطیب نہیں دیکھا، برصغیر پاک و ہند کا کونہ کونہ ان کے خطابت کے گلدستوں سے مزین رہا، انھوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں کی بناپر جس طرح اس مردہ قوم کو جگایا تھا یہ انھی کا حصہ تھا۔

۱۹۱۹ء میں امرتسر میں جنرل ڈائر کی درندگی اور بلادِ اسلامیہ کی بربادی نے آپ کی حساس طبیعت پر گہرا اثر ڈالا۔اس وقت امرتسر کی مسجد خیر الدین میں آپ امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔عصری تقاضوں نے آپ کو مسجد سے نکال کر مردہ قوم کو جگانے پر مجبور کیا۔الہلال اورالبلاغ کے مطالعہ سے آپ کا ذہن پہلے ہی انقلابی تھا۔۱۹۲۰ء میں برصغیر کا یہ مایہ ناز خطیب عوام میں آیا اور اپنی خطابت کا آغاز تحریک خلافت کے اسٹیج سے کیا اس کے بعد آپ نے اپنی خطابت کے جس طرح موتی بکھیرے، برصغیر کا کوئی مقرر اس میں آپ کا ہم پایہ نہ تھا۔کلکتہ سے خیبر تک اور سری نگر سے راس کماری تک برصغیر کا بچہ بچہ آپ کی خطابت سے لطف اندوز ہوا۔شاید ہی پاک وہند کا کوئی شہر یا قصبہ ایسا ہو جو آپ کی ولولہ انگیز خطابت سے محروم رہا ہو۔

برصغیر کی تحریک آزادی نے ہندوستان میں خطابت کے ایک سکول کی بنیاد رکھی تھی۔جس نے مقرر بھی پیدا کیے اور ساتھ ہی ساتھ عوامی فکر کی راہیں بھی بدل ڈالیں۔مسلم اور ہندو دنیا میں جتنے شعلہ بیاں خطیب پیدا ہوئے، ان میں ایک بھی سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ہم پایہ نہ تھا۔ان کے بارے میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ جس طرح ابوالکلام آزاد علمی تحریر وتقریر کے بادشاہ تھے ویسے ہی امیر شریعت خطابت کے امام تھے۔لسانی اور قومی خصوصیات کے اعتبار سے ایشیا کے بے مثال مقرر اور خطیب تھے۔مولانا ابوالکلام آزاد نے ایک دفعہ مجمع علما میں فرمایا: ''آپ تو میرے بھائی مقرر نہیں ساحر ہیں۔''

آپ لوگوں کے چہروں سے مضامین کا فی البدیہہ انتخاب کرتے موضوع کے مطابق لب ولہجہ اختیار فرماتے، آپ نے چالیس سالہ زندگی میں خداد صلاحیتوں کی بناپر بڑے بڑے سیاسی اور مذہبی معرکے سر کیے۔پنجاب کے علاقہ میں مسلمانوں میں خطرناک قسم کی بداعتقادیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔جس سے ہزاروں مسلمانوں کے ایمان بچ گئے۔مصنوعی گدیوں اور بناوٹی پیروں قلع قمع کیا، دیہاتیوں میں ہیر رانجھا اور یوسف زلیخا کی بجائے قرآن کا ذوق پیدا کیا۔مسلمانوں میں تجارت کا شوق پیدا کر کے ان کو احساس کمتری سے نکالا، خاندانی تفاخر اور قبائلی تعصب، رنگ ونسل کے

خلاف جہاد کیا علماء کی پگڑیاں اچھالنے والوں کے خلاف دفاعی محاذ بنایا۔ عوام میں جذبہ جہاد پیدا کیا، دینی مدارس کھلوا کر دینی تعلیم کو عام کیا، اپنی تقریروں میں ان آیات کی برملا تلاوت اور تفسیر بیان کی۔ جن کو مفاد پرست طبقہ نے چھوڑ رکھا تھا، فرنگی حکام اور انکے کارندوں کے دبدبہ ورعب کو ختم کیا۔ مخصوص خاندان جو انگریزوں کے اقتدار کی وجہ سے مسلمانوں پر مسلط تھے۔ ان کی اجارہ داری کو ختم کیا، شاہ جی کی خطابت میں شیر کی گرج اور نسیم سحر کی سبک خرامی کا بہترین امتزاج تھا۔ آپ کی خطابت میں سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ بعض دفعہ معانی کے ایک سمندر کو الفاظ کے کوزہ میں بند کر دیتے تھے۔ ہزاروں انسانوں کا مجمع جو حد نظر تک پھیلا ہوتا تھا ان کی تقریر کی مسلسل زنجیروں میں جکڑا ہوا محسوس ہوتا تھا۔ بڑھاپے میں کرسی پر بیٹھ گھنٹوں تقریر کرتے اور سیالکوٹ میں ایک دفعہ چارپائی پر لیٹ کر بیماری کی حالت میں دو گھنٹہ تک تقریر کی۔

۷رجولائی ۱۹۲۷ء کو احاطہ عبدالرحیم لاہور میں راجپال دہریہ کی طرف سے شائع کردہ کتاب رنگیلا رسول کے خلاف باوجود دفعہ ۱۴۴ اور پولیس کی موجودگی میں آپ نے ایسا ولولہ انگیز خطاب کیا، جس کے نتیجہ میں اس گستاخ رسول کو غازی علم الدین شہید نے جہنم رسید کیا۔

۱۹۳۱ء میں مجلس احرار اسلام نے تحریک کشمیر چلائی، شاہ جی نے اپنے زور بیان سے ملک میں آگ لگا دی۔ آپ کی للکار پر پچاس ہزار نوجوان جیل میں گئے، ریاستی حکمران گھبرا گئے اور معاملہ وائسرائے کے حوالے کر دیا۔ شاہ جی نے تحریک کشمیر میں جو کردار ادا کیا، اس کا اعتراف وزیر ہند نے گول میز کانفرنس لندن یوں کہا کہ ''ہندوستان میں ایک ایسی سحر بیان شخصیت موجود ہے جو بیک وقت دو حکومتوں کو معطل کر کے رکھ دیتی ہے۔''

مولانا محمد علی جوہر مرحوم نے ۱۹۲۱ء کے ایک جلسے کے سلسلہ میں ہمدرد میں لکھا تھا کہ ''کامیابی کا سہرا اس بے مثال مقرر کے سر رہا جس کا نام سید عطاء اللہ شاہ بخاری ہے، ان کی قرآن خوانی اور ان کی متانت وظرافت نے سامعین کو مسحور کر دیا تھا۔ لوگوں کا تقاضا تھا کہ شاہ جی تقریر جاری رکھیں لیکن میرے کہنے پر رات کے دو بجے انھوں نے تقریر ختم کر دی۔''

مولانا ابوالکلام آزاد نے فرمایا کہ ''میرے بھائی ملک کا ہر گوشہ اور ہر فرد آپ کا شکر گزار ہے۔''

نواب بہادر یار جنگ نے کہا کہ ''کاش اگر یہ شخص میرے ساتھ مل جاوے تو میں اس کے ذریعے چھ ماہ کے اندر اندر ملک میں انقلاب برپا کر دوں۔''

آپ کے خطاب سے ہی متاثر ہو کر امام المحدثین سید انور شاہ کاشمیری نے انجمن خدام الدین لاہور کے سالانہ اجلاس منعقدہ مارچ ۱۹۳۰ء میں پانچ سو علماء کی موجودگی میں آپ کو اسلامی قافلہ کا سربراہ منتخب کر کے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور وہاں موجود پانچ سو علما نے بھی بیعت کی جہاں پانچ صد علما نے بیعت کی تھی۔ وہیں شاعر مشرق اقبال نے بھی بیعت کی تھی اس موقع پر حضرت کاشمیری نے آپ کو امیر شریعت کا خطاب دیا چونکہ یہ خطاب ایک ولی کامل کا دیا ہوا تھا۔ اس لیے یہ شاہ جی کے نام جزو بن گیا اور آج تک لوگ آپ کو اس خطاب سے یاد کرتے ہیں۔

بجنور (یو، پی) میں احرار کانفرنس میں آپ نے رات کو تقریر شروع کی، ایک گھنٹہ تک تلاوت قرآن فرماتے رہے۔ سامعین پر سناٹا چھا گیا اور معلوم ہوتا تھا کہ قرآن ابھی اتر رہا ہے۔ ایک دفعہ آپ علی گڑھ بغرض تقریر تشریف لے گئے، طلباء نے کہا کہ ہم آپ کی تقریر نہیں ہونے دیں گے، آپ نے فرمایا قرآن تو پڑھ سکتا ہوں۔ اجازت مل گئی۔ آپ نے تلاوت شروع کی، ترجمہ کیا اور سامنے مخالف بیٹھ کر جھوم رہے تھے۔ آپ نے چھ گھنٹے تک تقریر فرمائی اور مجمع پر سکوت طاری تھا۔

ایک شب جیل خانے میں سورہ یوسف کی تلاوت شروع کر دی، چودھویں کا چاند تھا ایک گھنٹہ تلاوت جاری رہی کہ اچانک پیچھے سے سپرنٹنڈنٹ جیل پنڈت رام جی لال نے آواز دی، دیکھا تو اس کے رخسار آنسوؤں سے تر ہیں، اس نے کہا کہ شاہ جی خدا کے لیے بس کرو مجھ میں رونے کی ہمت نہیں۔ شاہ جی فرمایا کرتے تھے کہ میں قرآن کا مبلغ ہوں میری باتوں میں اگر کوئی تاثیر ہے تو وہ صرف قرآن کی وجہ سے ہے۔ جو چیز قرآن سے مجھے الگ کردے میں اسے آگ لگا دوں۔

۲۱ر اگست ۱۹۶۱ء شام چھ بجے برصغیر کا یہ حق گو خطیب اور دلوں کو گرما دینے والا قاری اس دنیا فانی سے رخصت ہو کر مالک حقیقی سے جاملا۔

اب انھیں ڈھونڈو چراغ رخ زیبا لے کر

وہ ایک عالم، قاری، عارف، خطیب شاعر زعیم قائد اور درویش صفت انسان تھے۔ جن میں قدرت نے بہت سی خوبیاں ودیعت کی تھیں وہ دنیا سے کیا گئے کہ بہت سی خوبیاں رخصت ہو گئیں۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کبھی مغلوب نہیں ہوں گے (حدیث)

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ رُوَیْمٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَارِعْنِیْ فَقَامَ اِلَیْهِ مُعَاوِیَةُ فَقَالَ یَا اَعْرَابِی اَنَا اُصَارِعُکَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَنْ یُّغْلَبَ مُعَاوِیَةُ اَبَدًا فَصَرَعَ الْاَعْرَابِیُّ فَلَمَّا کَانَ یَوْمَ صِفِّین قَالَ عَلِیٌّ لَوْ ذَکَرْتُ هٰذَا الْحَدِیْثَ مَا قَاتَلْتُ مُعَاوِیَةَ.

عروہ بن رویم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ آپ مجھ سے کشتی لڑیں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا اے اعرابی! میں تجھ سے کشتی لڑتا ہوں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''معاویہ کبھی مغلوب نہیں ہوگا'' چنانچہ اعرابی کشتی ہار گیا۔ صفین والے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ (حضرت عروہ سے) فرمانے لگے اگر مجھے یہ حدیث یاد ہوتی تو معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ نہ کرتا۔

(ابن عساکر، ۸۷/۵۹)